[redacted]

جامعہ اشرفیہ لاہور کی ساٹھ سالہ خدمات پر ایک نظر

بریگیڈیئر (ر) قاری فیوض الرحمن

ملک کے ممتاز دینی ادارہ جامعہ اشرفیہ لاہور کی ساٹھ سالہ تقریبات آخری تاریخوں میں نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منائی جارہی ہیں، جس میں انتظامیہ کے علما کرام کو اسناد اور امتیازی خدمات انجام دینے والوں کو انعامات سے نوازا جائے گا۔

جامعہ اشرفیہ کا قیام..... قیام پاکستان کے ٹھیک ایک ماہ بعد 14 ستمبر 1947ء کو عمل میں لایا گیا۔ اس کے بانی برصغیر کے ممتاز عالم دین اور عظیم روحانی شخصیت حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ تھے۔ وہ اس سے پہلے مدرسہ نعمانیہ امرتسر میں صدر مدرس رہ چکے تھے۔ ان سے ایک دنیا دوہاں سیراب ہوئی۔ روحانی لحاظ سے وہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے خلیفہ اور حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی کے خلیفہ مجاز تھے۔ خلفائے حضرت تھانوی میں بھی ان کا ایک خاص مقام تھا۔

مملکتِ خداداد پاکستان کے قیام کے بعد مدارس دینیہ کی ضرورت اس لیے بھی شدت کے ساتھ محسوس کی گئی کہ دینی تعلیم کے بڑے بڑے ادارے اور مراکز بھارت میں رہ گئے تھے اور جو طلبہ یہاں پڑھ رہے تھے، ان کے لیے آگے تعلیم حاصل کرنے کا کوئی معقول انتظام نہیں تھا، اس لیے اہل فکر نے اس کی بجا تدبیر کی اور پھر نیلا گنبد انارکلی لاہور میں جامعہ اشرفیہ، اکوڑہ خٹک میں دار العلوم حقانیہ، ملتان میں خیر المدارس اور ٹنڈو الہ یار سندھ میں جامعہ اسلامیہ کا قیام، بے سروسامانی کے عالم میں عمل میں لایا گیا اور پھر اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوئی اور اکابر کی محنت اور خلوص کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصے میں ان اداروں نے بھارت کے بڑے بڑے اداروں کی جگہ لے لی۔ یہ اور ان جیسے دیگر ممتاز اداروں نے بلاشبہ علم وعمل اور تصنیف وتالیف کے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیے اور ان اداروں سے بلا مبالغہ لاکھوں کی تعداد میں طلبہ عالم باعمل بن کر نکلے اور پھر وہ بذاتِ خود ادارہ بن گئے اور پاکستان کے مختلف شہروں میں انہوں نے امتیازی حیثیت کے سینکڑوں ادارے قائم کردیے، جو مسلمانوں کی دینی ومذہبی ضرورت پوری کرنے کے لیے دن رات کوشاں ہیں۔ ناسپاسی ہوگی، اگر ملک کے چار ممتاز اداروں، جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، دار العلوم کورنگی کراچی، جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی اور جامعۃ الرشید کراچی کا ذکر نہ کروں، گو یہ ادارے ان قدیم اداروں کے بعد وجود میں آئے، مگر ان کی خدمات بھی نہایت قابل قدر ہیں۔ اسی طرح لاہور کا جامعہ مدنیہ کریم پارک اور جامعہ سلامیہ علامہ اقبال ٹاؤن بھی اچھے ادارے ہیں۔ ملک کے ان ہی قدیم اور ممتاز اداروں میں سے ایک جامعہ اشرفیہ

لاہور ہے۔اس کی چند ایک نمایاں خصوصیات دیگر اداروں سے بالکل منفرد ہیں۔

جامعہ اشرفیہ کو حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ کی سعی سے جامع المعقول والمنقول شیخ الکل فی الکل حضرت علامہ محمد رسول خان ہزاروی جیسے استاذ الاساتذہ مل گئے۔موصوف شیخ الہند بلکہ شیخ العالم حضرت مولانا محمود حسن رحمہ اللہ کے ممتاز شاگرد تھے۔انہوں نے 1323ھ مطابق 1905ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد امداد الاسلام میرٹھ میں صدارتِ تدریس کے بعد 1333ھ میں، دارالعلوم دیوبند میں اپنے استاد گرامی حضرت شیخ الہندؒ کی معیت میں بھی تدریسی خدمات انجام دی تھیں اور پھر 1353ھ تک وہاں دیگر علوم کے علاوہ مسلم شریف جیسی بلند پایہ کتاب حدیث کا درس دیا تھا۔برصغیر پاک وہند کا کوئی عالم ایسا نہ ہوگا کہ جو ان کا، یا پھر ان کے شاگردوں کا شاگرد نہ ہو۔جامعہ اشرفیہ کے بانی حضرت مولانا محمد حسن صاحبؒ بھی ان کے تلامذہ میں شامل ہیں، اسی طرح جامعہ اشرفیہ کے دوسرے ممتاز استاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ محمد ادریس کاندھلویؒ بھی کسی تعارف کے محتاج نہیں۔وہ بیک وقت علامہ خلیل احمد محدث، مہاجر مدنی رحمہ اللہ اور علامۃ العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کے ممتاز شاگرد تھے۔اسی طرح وہ علامہ محمد رسول خان صاحب کے بھی شاگرد رشید تھے اور مؤخر الذکر اپنے دو استادوں کی معیت میں دارالعلوم دیوبند میں بھی اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دے چکے تھے۔جامعہ کے تیسرے استاذ علامہ مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ بھی ایک عظیم شخصیت کے مالک تھے۔وہ علامہ خلیل احمد محدث مہاجر مدنی رحمہ اللہ اور علامہ عبدالرحمٰن انکی کے ممتاز شاگرد تھے۔وہ عربی، اردو اور فارسی کے ادیب اور شاعر بھی تھے۔وہ اس سے قبل مظاہر العلوم سہارنپور میں استاذ اور مفتی کے منصب پر خدمات انجام دے چکے تھے۔اسی طرح علامہ ضیاء الحق انکی فاضل دیوبند صدر مدرس اور مولانا محمد عبید اللہ المفتی (فاضل دیوبند) حضرت مولانا مفتی محمد حسن بھی جامعہ کے تدریسی عملے میں شامل رہے ہیں۔ایسے ممتاز اساتذہ کا کسی ادارے میں اکٹھا ہو جانا اس ادارے کی عظمت کے لیے کافی ہے اور یہ تمام حضرات روحانی لحاظ سے بھی بہت بلند تھے۔حضرت مولانا محمد رسول خان ہزارویؒ تو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے براہ راست خلیفہ مجاز تھے اور آگے ان کے کئی خلفا بھی ہیں۔مولانا حافظ محمد ادریس کاندھلویؒ، حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کے مرید باصفا تھے۔حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ نے براہِ راست مولانا اشرف علی تھانویؒ سے روحانی تربیت حاصل کی تھی اور پھر ان کے ایک خلیفہ مولانا اسعد اللہ کے خلیفہ تھے۔اسی طرح مولانا عبید اللہ المفتی موجودہ مہتمم جامعہ اشرفیہ، حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مرید اور بالواسطہ خلیفہ مجاز اور ایک ممتاز مدرس عالم ہیں۔

جامعہ کی نئی عمارت میں منتقلی...... نیلا گنبد انارکلی لاہور کی عمارت اپنی وسعتوں کے باوجود تھوڑے ہی عرصے میں طلبہ کے لیے بالکل ناکافی ہوگئی تو 1955ء میں 120 کنال کا رقبہ فیروز پور کنال روڈ جنکشن پر خرید لیا گیا، اس میں پہلے ایک وسیع وعریض ''مسجد حسن'' تعمیر کی گئی، پھر طلبا اور اساتذہ کی رہائش کے لیے ضروری عمارتیں تعمیر کی گئیں۔1958ء میں بڑے بڑے درجات کے طلبہ جامعہ کی جدید عمارت میں منتقل ہوگئے۔ابتدائی درجات کی تعلیم البتہ نیلا گنبد کی عمارت میں اب تک برابر جاری ہے۔

جدید عمارت میں کام کو شروع ہوئے ابھی دو تین سال کا عرصہ ہی گزرا تھا کہ یکم جون 1961ء کو حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب کا وصال ہو گیا اور پھر جامعہ کے اہتمام اور تدریس کی ذمہ داریاں آپ کے فرزند ارجمند اور دارالعلوم دیوبند کے فاضل حضرت مولانا محمد عبید اللہ المفتی نے سنبھالیں اور ماشاء اللہ اب تک وہ یہ خدمات بطریقِ احسن انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے دورِ اہتمام میں جامعہ نے ریکارڈ ترقی کی اور اس میں کئی جدید شعبوں کا اضافہ ہوا، جو اس جیسے دوسرے اداروں کے لیے قابلِ تقلید ہے۔

معہد ام القریٰ کا قیام...... جامعہ اشرفیہ کی اہم خصوصیات میں سے معہد ام القریٰ کا قیام ہے، اس میں انفارمیشن ٹیکنالوجی اور آن لائن کی سہولیات نہ صرف مسلم دنیا، بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے رکھ دی گئی ہیں اور پوری دنیا کے مسلمان اپنے مسائل چند منٹوں میں یہاں سے معلوم کر سکتے ہیں۔ اس میں کمپیوٹر کی دو لیبارٹریاں ہیں، جن میں 75 کمپیوٹر موجود ہیں۔ اس ادارے میں عربی اور انگریزی پر بھی پوری محنت کرائی جاتی ہے، تاکہ یہاں کے فارغ التحصیل پوری دنیا میں جا کر دینی خدمات انجام دے سکیں۔ یہ ادارہ بڑا ہی فعال اور بہت ہی کامیاب ہے۔ اس کے نگران حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ کے سب سے چھوٹے فرزند مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب ہیں۔ اس ادارے سے دو ہزار سے زیادہ حضرات مختلف کورس کر کے فارغ ہو چکے ہیں۔ اس ادارہ میں اسلامک ریسرچ سینٹر بھی ہے۔ اس کا افتتاح اس وقت کے صدر نے 29 نومبر 1998ء کو کیا تھا۔ شعبۂ انگریزی، شعبۂ عربی، شعبہ کمپیوٹر انفارمیشن ٹیکنالوجی، شعبۂ افتا اور ریسرچ اینڈ پبلکیشنز کے اہم شعبے ہیں۔

جامعہ کا اسپتال...... لاہور کے نامور اسپیشلسٹ اس اسپتال میں بیٹھتے ہیں اور وہ جامعہ کے طلبہ اور اساتذہ کے علاوہ تمام مریضوں کی دیکھ بھال اور مفت علاج کرتے ہیں۔ یہ سہولت جامعہ کی ایک اور منفرد خصوصیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے موجودہ صدر جنرل پرویز مشرف نے، جب اپنے اسٹاف کے ساتھ جامعہ کے ان جدید شعبوں کا معائنہ کیا اور طلبہ کو کمپیوٹر سیکھتے، انگریزی پڑھتے اور بولتے ہوئے دیکھا، نیز اسپتال کا جائزہ لیا، تو بے حد متاثر ہوئے اور خراجِ تحسین پیش کیا اور کہا کہ میں نے اس سے پہلے، ایسا کوئی دینی ادارہ کبھی نہیں دیکھا جس میں اس طرح کی سب جدید سہولیات موجود ہوں۔

شعبۂ قرأت...... اس جامعہ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس میں عرصۂ دراز سے مستقل شعبۂ قرات موجود ہے جس میں علما کے علاوہ حفاظ قرأت کی تعلیم حاصل کر کے روایتِ حفص اور سبعہ کی اسناد حاصل کرتے ہیں اور ملک کے نامور قراء اس میں خدمات انجام دے چکے ہیں اور دے رہے ہیں۔

جامعہ کی دیگر شاخیں...... جامعہ کی درج ذیل دس شاخیں بھی بڑی کامیابی کے ساتھ خدمات انجام دے رہی ہیں۔ ان میں معہد البقاء جوہر ٹاؤن لاہور، مدرسہ اشرفیہ پرانی انارکلی، اقراء جدید الاطفال علامہ اقبال ٹاؤن لاہور، مدرسہ بیت القرآن سمن آباد لاہور، مدرسۃ الحسن بیدیاں لاہور، احسن المکاتب گوجر پورہ لاہور، مدرسہ عبداللہ بن زبیر گلشن راوی لاہور، مدرسہ صادق

رائے ونڈ لاہور، مدرسہ اشرفیہ للبنات گارڈن ٹاؤن لاہور اور مدرسۃ الحسن، حسن ابدال راولپنڈی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مدرسہ فیصل للبنات...... علم کا حصول مرد و عورت دونوں کے لیے فرض ہے، اس لیے مولانا محمد عبید اللہ صاحب نے 1975ء میں ماڈل ٹاؤن بی بلاک لاہور میں، یہ مدرسہ قائم کیا۔ جامعہ اشرفیہ کی طرح، اس کا الحاق بھی وفاق المدارس کے ساتھ ہے اور بچیوں کو بھی وفاق المدارس کی اسناد امتحانات میں کامیابی پر ملتی ہیں۔ اس ادارہ سے بلامبالغہ ہزاروں بچیاں فارغ ہو کر دینی خدمات میں مصروف ہیں۔ اگر چہ جامعہ اشرفیہ کی اپنی سند بھی یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اسلام آباد کی طرف سے ایم اے عربی اور اسلامیات کے برابر ہے، مگر جامعہ کا الحاق وفاق المدارس سے ہے اور طلبہ اور طالبات کو فراغت پر جامعہ کی اسناد کے علاوہ وفاق کی اسناد بھی ملتی ہیں۔

جامعہ کی انتظامیہ...... جامعہ اشرفیہ کو عمدگی کے ساتھ چلانے کے لیے باقاعدہ ایک مجلس شوریٰ ہے، جس کے سربراہ حضرت مولانا محمد عبید المفتی رئیس الجامعۃ الاشرفیہ ہیں۔

منتظمہ کمیٹی...... یہ مجموعی طور پر جامعہ اشرفیہ کے انتظامی امور کی دیکھ بھال کرتی ہے اور اس کے چھ ممبر ہیں۔

☆ مولانا محمد عبید اللہ المفتی، رئیس الجامعۃ الاشرفیہ ☆ مولانا عبد الرحمن اشرفی، نائب رئیس الجامعہ ☆ مولانا حافظ فضل الرحیم ☆ مولانا محمد اکرم کشمیری، رجسٹرار جامعہ اشرفیہ ☆ مولانا قاری ارشد عبید، چیف ایڈمنسٹریٹر ☆ مولانا حافظ اجود عبید، ناظم امتحانات۔

تعلیمی کمیٹی...... جامعہ کی تعلیمی کمیٹی کے سربراہ مولانا حافظ فضل الرحیم ہیں اور تمام تعلیمی امور ان کی سربراہی میں انجام پاتے ہیں۔

لائبریری...... جامعہ اشرفیہ کی لائبریری بھی بڑی ضخیم اور شاندار ہے، اس میں درس نظامی کے علاوہ مختلف موضوعات پر ہزاروں کتابیں موجود ہیں، جن سے طلبہ علما اور دیگر ریسرچ اسکالرز برابر استفادہ کرتے رہتے ہیں۔

شعبۂ نشر و اشاعت...... یہ جامعہ کا ایک مستقل شعبہ ہے، جس سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں مفید کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور مسلمان برابر ان سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔

جامعہ اشرفیہ لاہور کے مختصر تعارف کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جامعہ اشرفیہ کے چند ممتاز اساتذۂ کرام اور تلامذہ کے مختصر سوانحی تذکرے دے دیے جائیں، تاکہ قارئین کرام، ان اکابر کے تذکروں کے مطالعہ سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر سکیں۔ جو اساتذۂ کرام دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں، ہم ان کی مغفرت اور بلندئ درجات کی دعا کرتے ہیں اور جو زندہ ہیں، ان کی صحت و سلامتی کے ساتھ تادیر زندگی کی دعا کرتے ہیں۔ پہلے چند ممتاز اساتذہ کرام اور پھر چند ممتاز تلامذہ کا تذکرہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جامعہ اشرفیہ اور اس جیسے دیگر دینی اداروں کو مزید کامیابی اور ترقی سے ہمکنار کرے اور قوم کو ان کی پوری قدردانی کی توفیق بخشے (آمین)

بانی ومہتمم جامعہ اشرفیہ...... مولانا مفتی محمد حسن رحمہ اللہ (1880 تا 1961ء) مولانا اللہ داد صاحب کے فرزند تھے۔1880ء کے قریب، مل پور ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔ قاضی نور محمد، مولانا قاضی گوہر دین کھوڑوی اور مولانا محمد معصوم ساکن ڈھینڈہ ہری پور ہزارہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد امرتسر پہنچے اور مفتی علام مصطفیٰ قاسمی، مولانا نور احمد اور مولانا عبدالجبار غزنوی سے تکمیل کر کے سند فراغت حاصل کی۔ قرأت کی تحصیل قاری کریم بخش صاحب سے کی۔ ایک عرصے تک تدریس کرنے کے بعد حضرت تھانوی کے ارشاد پر دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور 1343ھ میں امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری اور دیگر اساتذہ سے حدیث پڑھ کر سند حاصل کی۔ مدرسہ نعمانیہ امرتسر میں برابر تدریس کرتے رہے اور پھر صدر المدرسین کی حیثیت سے اعلیٰ تدریسی خدمت انجام دیں۔ آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے علما کے نام آتے ہیں۔ تدریس کے ساتھ افتاء کا کام بھی کرتے رہے۔ آپ کے فتاویٰ پر اعتماد کیا جاتا تھا۔

8 ذیقعدہ 1366ھ مطابق 24 ستمبر 1947ء کو نیلا گنبد، لاہور میں جامعہ اشرفیہ کی بنیاد رکھی، پھر فیروز پور روڈ پر مدرسہ کی جدید عمارت کے لیے ایک سو کنال اراضی خریدی گئی، آج یہ ادارہ ملک کے ممتاز اداروں میں شمار ہوتا ہے اور اس کے فضلا ملک اور بیرون ملک میں دینی اور علمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مفتی صاحب نے رمضان 1340ھ میں تھانہ بھون میں پہلی بار حاضری دی، گیارہ ذی الحجہ 1343ھ کو بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ پھر 1363ھ تک یہ سلسلہ جاری رہا، حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی طرف سے آپ کو بیعت کرنے کی اجازت 1343ھ میں مل چکی تھی۔

آپ نے چالیس سال سے زائد عرصہ تدریس کی۔ جامعہ اشرفیہ میں تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ سے سیکڑوں حضرات نے روحانی تربیت حاصل کی اور ان میں سے جنہیں آپ نے خلافت سے نوازا، ان کی تعداد 23 ہے ان کے نام یہ ہیں۔

خلفا...... (۱) حضرت شیخ محمد عبداللہ ملکہ گجرات۔ (۲) مولانا نذیر احمد وزیر آبادی (۳) ڈاکٹر حفیظ اللہ، سکھر (۴) مولانا حفیظ الرحمٰن، وزیر آباد (۵) مولانا مفتی خلیل احمد، گوجرانوالہ۔ (۶) ماسٹر عبدالرحمٰن، راولپنڈی (۷) میر واعظ مولانا محمد یوسف، راولپنڈی (۸) حاجی محمد افضل پراچہ، کراچی (۹) میاں نور محمد بٹ، کراچی (۱۰) حاجی محمد افضل پراچہ، کراچی (۱۱) مولانا شمس الحق افغانی، ترنگ زئی پشاور۔ (۱۲) مولانا قاضی نور الرحمٰن، مسجد فردوس مردان (۱۳) عبدالمجید خان، دارالخیر ایبٹ آباد (۱۴) حافظ محمد سعید چنیوٹی، کراچی (۱۵) چودھری روشن علی، لاہور۔ (۱۶) مولانا عبداللہ، مدرسہ نعمانیہ گوجرانوالہ۔ (۱۷) مولانا سرور صاحب، استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور۔ (۱۸) ڈاکٹر محمد اختر، فیصل آباد (۱۹) مولانا حافظ محمد سیف الرحمٰن، کٹھالہ سیداں گجرات (۲۰) مولانا قاری خدا بخش، سمن آباد لاہور۔ (۲۱) انیس الحق فخر الدین پٹنہ۔ (۲۲) مولانا قاری فتح محمد مہاجر مدنی (۲۳) مولانا حافظ قاری عبدالحفیظ، گوجرانوالہ۔

16 ذی الحج 1380ھ کیم جون 1961ء بروز جمعرات کراچی میں وصال ہوا اور وہیں تدفین ہوئی۔

اولاد میں حضرت مولانا عبیداللہ فاضل دیوبند جامعہ کے شیخ الحدیث اور مولانا حافظ فضل الرحیم استاذ جامعہ و نائب مہتمم ہیں۔

آپ کی زندگی اور کام پر مستقل سوانح جامعہ اشرفیہ لاہور کے اہتمام سے شائع ہو چکی ہیں، ان میں ایک احسن السوانح ہے۔

استاذ جامعہ اشرفیہ...... مولانا محمد رسول خان ہزاروی (1871ء تا 1971ء) آپ اصلاً ''بانیان'' علاقہ ''ٹکری سندھیاڑ''، ضلع ہزارہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد مولوی محمود علی خان بن محمد گل خان نے ''بانیان'' کی سکونت ترک کر کے ''اچھڑیاں'' ڈاک خانہ حاجی آباد تحصیل مانسہرہ ہزارہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آپ قوم سواتی نروڑ (پٹھان) سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ کی ولادت ''بجنہ'' علاقہ پکھلی مانسہرہ میں ہوئی، جب آپ کے والد صاحب وہاں رہتے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کے علما سے حاصل کی۔ پھر سکندر پوری ہری پور ہزارہ میں مولانا احمد فاضل ہزاروی سے پڑھتے رہے، بعدازاں بہوئی گاڑ (کیمبل پور) میں بھی کچھ عرصہ تعلیم حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے، آپ نے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا، پہلے تین سال میں موقوف علیہ کی تکمیل کر کے 1323ھ مطابق 1905ء کو حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند حاصل کی۔

تدریسی خدمات...... فراغت کے بعد چند مدارس میں تدریس لی۔ آخر میں مدرسہ امدادالاسلام میرٹھ میں پانچ سال تک تدریسی خدمات انجام دیں۔

1333ھ مطابق 1915ء کو دارالعلوم دیوبند میں بطور ''مدرس اعلیٰ'' آپ کا تقرر ہوا اور 1353ھ بمطابق 1934ء تک اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں۔ دارالعلوم میں مدت تدریس 21 سال بنتی ہے۔ مولانا محمد احمد لکھتے ہیں، ''مولوی صاحب زمانہ وسطیٰ کے فارغ التحصیل حضرات میں سے ہیں، بعد فراغت تحصیل علوم چند مدارس میں رہے، آخر میں چند سال سے میرٹھ صدر بازار کے عربی مدرسہ میں مدرس تھے اور آپ کی وجہ سے مدرسہ نہایت پررونق تھا۔ اسی سال یعنی 1333ھ میں ان کو یہاں (دارالعلوم دیوبند) بلایا گیا۔ مولوی صاحب ایک جامع معقول و منقول اور نہایت تجربہ کار، بااستعداد، صالح و متدین شخص ہیں۔ سب علوم متحضر ہیں، تقریر نہایت صاف اور طرز بیان مؤثر و دل آویز ہے۔ طلبہ ان سے خوش رہتے ہیں، غرض دارالعلوم کے ممتاز مدرسوں میں ہیں (مولانا محمد احمد قاسمی، روداد دارالعلوم)۔

سر محمد شفیع کی درخواست پر دارالعلوم دیوبند سے پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور میں 29 مئی 1395ء کو آپ کا تقرر ہوا اور بیس سال کی تدریس کے بعد 1954ء میں سبکدوش ہوئے۔

آپ کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ ''مولانا محمد رسول خان، فاضل دیوبند، صدر مدرس عربی 1935ء تا 1684ء۔ عربی زبان و ادبیات کے فاضل محمد رسول خان موضوع ٹکری (یاغستان) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی دینی تعلیم و تربیت یاغستان کی

مساجد میں حاصل کی، یہ علاقہ انگریزی عہد میں آزاد قبائلی علاقہ کہلاتا تھا۔ تحریک خلافت کے زمانے میں مولوی رسول خان دیوبند پہنچے اور مدرستہ العلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرتے رہے، تکمیل تعلیم کے بعد مولانا محمد رسول خان مدرستہ العلوم میں ہی معلم مقرر ہو گئے۔ 29 مئی 1935ء کو ان کا تقرر اورینٹل کالج میں بحیثیت صدر مدرس عربی ہوا۔

مولانا رسول خان تقریباً بیس سال تک اورینٹل کالج میں درس و تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے۔ ستمبر 1954ء میں سبکدوش ہوئے۔ سبکدوشی کے بعد مولانا رسول خان جامعہ اشرفیہ لاہور میں شیخ التفسیر مقرر ہوئے اور تاحال یہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔"

حضرت مولانا مفتی محمد حسن رحمہ اللہ کی درخواست پر جامعہ اشرفیہ لاہور میں پہلے جز وقتی تدریس کرتے رہے، کالج سے سبکدوش ہونے کے بعد جامعہ اشرفیہ میں مستقلاً تدریس پر مامور ہوئے اور زندگی کے آخری لمحات تک اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں۔

وصال...... جامعہ اشرفیہ کی شعبان کی چھٹیوں میں "اچھریاں" آئے، یکم رمضان المبارک 1391ھ کو آپ بیمار ہوئے اور 4 رمضان المبارک 1391ھ بروز پیر بمطابق 25 اکتوبر 1971ء کو 11 بج کر 27 منٹ پر "فاللہ خیر حافظا وھوارحم الراحمین" پڑھتے ہوئے آپ کا وصال ہوا۔

کئی جرائد مجلات نے دل کھول کر تعزیتی اداریے، نوٹ اور مرثیے شائع کیے۔ فات شیخ (1391ھ)۔ فات فیضک (1391ھ)۔ فات فاضل (1391ھ) سے تاریخ ہائے وصال نکالی گئی ہیں۔

صوفیانہ مسلک...... پہلی بیعت حضرت شیخ الہند کے ہاتھ پر ہوئی، پھر مولانا اشرف علی تھانوی سے تعلق قائم ہوا، ان ہی سے روحانی اسباق کی تکمیل کی۔

حضرت تھانوی نے 3 ربیع الاول 1354ھ مطابق 1935ء کو چاروں سلسلوں میں بیعت کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

اولاد...... اولاد میں تین فرزند۔ محمد عمران، محمد غفران اور محمد عرفان اور تین دختران شمس النساء، نور النساء، اور خیر النساء ہیں۔

ممتاز تلامذہ...... آپ کے ممتاز تلامذہ میں ☆ مولانا محمد میاں صاحب، شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی۔ ☆ مولانا قاری محمد طیب قاسمی، مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ ☆ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، دارالعلوم کراچی۔ ☆ مولانا محمد یوسف بنوری، مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی۔ ☆ مولانا شمس الحق افغانی، استاذ دارالعلوم دیوبند (سابقاً)۔ ☆ مولانا حافظ محمد ادریس کاندھلوی، جامعہ اشرفیہ لاہور۔ ☆ مولانا خیر محمد جالندھری، خیرالمدارس ملتان۔ ☆ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی، دارالارشاد کیمبل پور۔ ☆ مولانا عبدالحق، شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک پشاور۔ ☆ مولانا عبدالباری ندوی، صدر شعبہ فلسفہ، عثمانیہ یونیورسٹی (سابقاً)۔ ☆ مولانا سید مغیث الدین چاند پوری۔ ☆ مولانا غلام غوث ہزاروی۔ ☆ خلیل الرحمن ہزاروی۔ ☆ پروفیسر مولانا عبدالقیوم، دائرۂ معارف اسلامیہ جامعہ پنجاب

لاہور۔☆ پروفیسر مولانا حافظ عبدالقدوس صاحب ،صدر شعبۂ اسلامیات جامعہ پشاور (سابقاً)۔☆ مولانا خلیل الرحمٰن ، شہاب خیل پشاور شامل ہیں۔

آپ کو تدریس سے فرصت نہیں ملی ، اس لیے کوئی تصنیف نہیں چھوڑی ، البتہ بعض کتابوں پر مقدمے اور تقاریظ لکھی ہیں۔کئی اور کتابوں میں بھی آپ کا ذکر آیا ہے۔

خلفاء...... ☆ مولانا محمد اشرف علی (بنگلہ دیش)۔☆ مولانا حافظ الرحمٰن (لاہور)۔☆ مولانا عبدالوہاب (بنگلہ دیش)۔☆ مولانا مہتاب الدین (بنگلہ دیش)۔ ☆ مولانا انصار الدین (بنگلہ دیش)۔ ☆ مولانا محمد الیاس (بنگلہ دیش)۔☆ مولانا محمود الحق (بنگلہ دیش)۔☆ مولانا محمد نور الحق (بنگلہ دیش)۔

مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی (1900ء تا 1994ء)......آپ مولانا سعید احمد بن حافظ امیر احمد کے فرزند ہیں۔ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر کے رہنے والے ہیں۔۱۹۰۰ء کے قریب پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم مدرسہ امداد العلوم، خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی نگرانی میں حاصل کی پھر 20 ربیع الثانی 1336ھ کو مظاہر العلوم سہارنپور میں داخلہ لیا اور 1342ھ میں مولانا خلیل احمد محدث (مہاجر مدنی) مولانا عبداللطیف اور مولانا عبدالرحمٰن انکی سے حدیث پڑھ کر فراغت حاصل کی۔فراغت کے بعد حیدر آباد دکن، مظاہر العلوم، امداد العلوم تھانہ بھون وغیرہ کے مدارس میں اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں۔1370ھ میں لاہور آ گئے اور یہاں جامعہ اشرفیہ کے عملے میں بطور استاذ اور صدر مفتی شامل کر لیے گئے۔1391ھ تک اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں اور پھر آخر حیات تک فتویٰ کی خدمات انجام دیتے رہے۔

آپ کے تلامذہ ہزاروں میں ہیں اور اب دینی وعلمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔آپ تین درجن سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں، ان میں احکام القرآن عربی خاص طور پر قابل ذکر ہے، جسے ان کے فرزند مولانا خلیل احمد نے مرتب کیا ہے اور دار العلوم الاسلامیہ اقبال ٹاؤن لاہور کے اہتمام سے شائع ہوئی ہے۔مقالات القرآن اور مقالات سیرت بھی اسی ادارہ سے شائع ہو چکی ہیں۔آپ عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں کے قادر الکلام شاعر تھے۔ان کے عربی دیوان پر جامعہ پنجاب میں ایم اے کے لیے مقالہ پیش کیا جا چکا ہے، جو ان کے پوتے قاری رشید احمد نے پیش کیا ہے۔اپنے استاذ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور ان کے وصال کے بعد مولانا اسعد اللہ خلیفۂ مجاز حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے روحانی تربیت حاصل کر کے اجازت بیعت سے نوازے گئے۔

21 رجب 1415ھ بمطابق دسمبر 1994ء کو وصال ہوا۔جامعہ اشرفیہ میں مولانا عبیداللہ کی امامت میں ہزاروں مسلمانوں نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور پھر آپ کو دار العلوم اسلامیہ کے قریبی قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

اولاد میں مولانا مشرف علی، مولانا خلیل احمد اور مولانا قاری محمد میاں تھانوی آپ کے مشن کو جاری رکھے ہوئے

ہیں۔ مولانا مشرف علی دارالعلوم الاسلامیہ کے مہتمم اور شیخ الحدیث ہیں۔ (فیوض الرحمٰن ڈاکٹر۔ مشاہیر علماء لاہور 1991ء میں 117 تا 20 کی تلخیص ہے)۔

مولانا حافظ محمد ادریس کاندھلوی (1900 تا 1947ء)...... آپ 1900ء میں بھوپال میں پیدا ہوئے جب کہ آپ کے والد محمد اسماعیل بھوپال میں محکمۂ جنگلات کے مہتمم تھے۔ اصلاً کاندھلہ ضلع مظفرنگر کے تھے آپ علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھلوی آپ کے اجداد میں سے ہیں۔ نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ ابتدائی دینی تعلیم خانقاہ اشرفیہ، تھانہ بھون میں حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کے لیے مظاہر علوم سہارن پور میں داخلہ لیا اور 1366ھ میں حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارن پوری سے دورۂ حدیث کر کے سند لی، دوبارہ 1337ھ میں دارالعلوم دیوبند میں علامہ انور شاہ کشمیری سے حدیث پڑھ کر دوسری سند حاصل کی۔ فراغت کے بعد کچھ عرصہ مدرسہ امینیہ دہلی میں تدریس کی۔ 1338ھ میں دارالعلوم دیوبند برائے تدریس بلا لیے گئے اور 1346ھ تک تدریس کی۔

1347ھ تا 1357ھ آپ حیدرآباد دکن میں تدریس و تصنیف میں مشغول ہے۔ اس عرصۂ قیام میں آپ نے مشکوٰۃ شریف کی عربی شرح ''التعلیق الصبیح'' لکھی اور دمشق جا کر اس کی چار جلدیں طبع کرائیں۔ 1358ھ میں دوبارہ دارالعلوم دیوبند میں تدریس پر مامور ہوئے اور 1368ھ تک پڑھاتے رہے، اسی سال 1368ھ میں پاکستان تشریف لے آئے۔ یہاں امیر بہاولپور کی دعوت پر بطور شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور میں دو سال تدریس کی، پھر جامعہ اشرفیہ لاہور میں بطور شیخ الحدیث 24 سال تک اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں۔ جامع مسجد نیلا گنبد میں اعزازی طور پر جمعہ پڑھانے کا آخر تک معمول رہا۔ آپ کے خطباتِ جمعہ شائع بھی ہوئے۔

آپ کی چھوٹی بڑی تصانیف کی تعداد ایک سو سے متجاوز ہے۔ ان میں مشکوٰۃ المصابیح کی عربی شرح ''التعلیق الصبیح'' (5 جلدوں میں) آپ کا علمی شاہکار ہے۔ سیرت المصطفیٰ تین جلدوں میں ہے اور ایک عمدہ کتاب ہے۔ لامیۃ المعراج (عربی قصیدہ) عقائد اسلام، اصول اسلام، خلافتِ راشدہ، شرح مقاماتِ حریری، حُجیت حدیث، تحفۃ القاری بحل مشکلات البخاری (اس کے بیس اجزا ہیں) اور تفسیر معارف القرآن، آپ کی اہم تصانیف میں سے ہیں۔ آپ عربی اور فارسی کے ایک بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ بقول مولانا محمد یوسف بنوری آپ کو عربی شعر کا قابلِ قدر ذوق تھا۔ بے تکلف اور برجستہ شعر کہتے تھے۔ تحریک پاکستان میں اپنے استاذ علامہ شبیر احمد عثمانی کے ہم مسلک تھے۔ آپ نے ماہ شوال 1346ھ میں مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

گردے کی تکلیف سے 7 رجب 1394ھ 28 جولائی 1974ء بروز اتوار وصال ہوا اور شادمان کالونی کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔ نمازِ جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا محمد مالک صدیقی نے پڑھائی۔ مولانا محمد مالک اپنے والد کے صحیح جانشین تھے اور ان کے بعد جامعہ اشرفیہ میں شیخ الحدیث رہے۔ ☆......☆